نماز کیسے بہتر بنائیں

خرّم مُراد

منشورات

00106 / 10

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الصَّنَابِحِيِّ، قَالَ:

زَعَمَ أَبُوْمُحَمَّدٍأَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كَذَبَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ، اَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:

"خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى :

مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَلَهُ ، وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُ وَإِنْ شَآ ءَ عَذَّبَهُ

(رواه ابوداؤد)

باسمہ

نماز سارے دین کی بنیاد ہے۔ نماز کی اہمیت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس حوالے سے ایک روایت حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ یہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جو بیعت عقبیٰ میں بھی شریک تھے اور ان سے بہت سی روایات حدیث کی کتابوں میں نقل کی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ جس نے اِن کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور اس کا حق ادا کیا، اور جس نے ان کے لیے رکوع وسجود کیے اور خشوع کے لحاظ سے ان کو مکمل کیا، تو اس کے لیے اللہ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور جو ایسا نہ کرے اس کی طرف سے اللہ کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو اسے بخش دے گا اور چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔ [سنن ابوداؤد، سنن نسائی، مؤطا، مسند احمد]

یہ حدیث اپنے مفہوم کے لحاظ سے بالکل واضح ہے۔ اکثر احادیث میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ حدیث کے ساتھ کسی تفسیر یا تحقیق کی کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے عام زندگی میں تعلیم دیا کرتے تھے اور لوگ بغیر کسی تفسیر کے اس بات کو سمجھ جایا کرتے تھے۔ چونکہ ہمارا مقصد صرف اس حدیث کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے دین کی ان بنیادی تعلیمات کی ایک تذکیر اور یاددہانی بھی ہے جو اس حدیث کے ساتھ وابستہ ہیں، اس لیے ہم اس کی تشریح کر کے اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

سب سے پہلے اس کے انداز بیاں پر غور فرمایئے۔ حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ اشھد، میں گواہی دیتا ہوں۔ اس کے اندر ایک زور ہے اور تاکید ہے کہ یہ وہ بات ہے جو میں نے خود نبی کریم ﷺ سے سنی اور آپ ﷺ کا یہ فرمان میں تم تک پہنچا رہا ہوں۔ اگر اس حدیث کے آخری الفاظ پر بھی غور کیا جائے تو وہ بھی بہت اہم ہیں، اس لیے کہ ان میں پانچ نمازوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس کی شرائط یہاں بیان کی گئی ہیں۔ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُم یہ اللہ کے اوپر عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بخش دے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو ان شرائط کو پوری طرح ادا نہیں کرے گا تو پھر اس کا کوئی ذمہ اللہ نے نہیں لیا۔ لیکن دروازہ کھلا ہوا ہے، چاہے گا تو بخش دے گا، اور چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔

یہ حدیث سنن ابی داؤد میں، سنن نسائی میں، امام مالک کی مؤطا میں اور مسند امام احمد بن حنبل میں روایت کی گئی ہے۔ الفاظ کچھ تھوڑے سے مختلف ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے جو الفاظ پڑھے ہیں وہ مسند احمد کے الفاظ ہیں۔ اس مسند میں یہ حدیث کچھ تھوڑے سے مختلف الفاظ کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے۔ الفاظ کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی حدیث کا حصہ ہیں۔ لیکن یہ الگ الگ روایت ہوئی ہیں۔ حدیث کا بیش تر مضمون تو وہی ہے لیکن فرمایا گیا ہے: مَنْ عطَاء بِهِنَّ نَمِئوتِنا مِنْهَا شيءٌ استغفان بالحق، جو ان نمازوں کو اس حیثیت سے لے کر آیا کہ اس نے ان کے حقوق کو، ان میں سے کسی حق کو بہت ہلکا اور کم قیمت کا سمجھ کر ضائع نہیں کیا، اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی مغفرت کر دے گا۔ دو روایات کے دو حصّے ایک دوسرے کی بات کو مکمل کرتے ہیں۔ ایک طرف تو مثبت بات ہے جس نے اس کے لیے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، جس نے ان نمازوں کو وقت کے اوپر پڑھا، جس نے کہ ان کے رکوع اور سجود اور خشوع، تین چیزوں کا ذکر ہے، تینوں کے لحاظ سے ان کو پورا کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ نے ذمّہ لیا ہے کہ اس کو بخش دے گا۔

دوسرے حصے میں فرمایا گیا ہے جو نماز کے حقوق ہیں یعنی یہ کہ ان کو وقت پر پڑھا جائے، ان کے لیے وضو اچھی طرح کیا جائے، ان کے رکوع، سجود اور خشوع کو پورا کرنے کی کوشش

کی جائے۔اس کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے کہ بس کھڑا ہوا، نیت باندھی اور چند حرکتیں کیں اور نماز ادا ہوگئی۔جس نے ان حقوق کو ضائع نہیں کیا، ان کو ہلکا سمجھ کر نہیں چھوڑا، غلطی سے چھوٹ گیا کہ انسان سے کوتاہی بھی ہو جاتی ہے وہ الگ بات ہے' تو اس کے لیے اللہ نے ذمہ لیا ہے کہ اس کو بخش دے گا۔اس کے اندر جو وعدہ فرمایا گیا ہے اور اس کے لیے جو زبان استعمال کی گئی ہے' وہ بھی قابل غور ہے۔فرمایا کہ اللہ کا عہد اور وعدہ ہے۔اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنے کے لیے مجبور نہیں ہے، وہ جس کو چاہے عذاب دے اور جس کی چاہے مغفرت فرمائے۔لیکن اس کے سارے کام اس کے قانون کے تحت ہوتے ہیں۔جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کی ذمہ داری لے لی ہے تو یہ اس کی طرف سے وعدہ ہے۔ایمان اور احتساب کی دو شرائط کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے، نماز اور تلاوت اللہ کے یہاں قبول ہوتے ہیں۔اسی طرح اس بات پر بھی ایمان اور اَجر کی طلب اور توقع ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ نمازوں کے ساتھ جو وعدہ فرمایا ہے' جن کو ہم میں سے اکثر روزانہ باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں، تو وہ ایک مضبوط وعدہ ہے۔ اگرچہ کچھ شرائط کے ساتھ ہے۔

نمازوں کے ساتھ اتنا بڑا وعدہ کیوں ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے یہ بات سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ نماز کا دین کے اندر کیا مقام ہے۔

یہ ہم سب جانتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔لیکن یہ نماز جس طرح فرض ہے' اس کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ ہم میں سے سب کو نہیں ہے۔نماز اس قدر اہم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مختلف ارشادات میں فرمایا کہ نماز تو دین کا ستون ہے۔ مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّیْنَ، جس نے نماز کو قائم کیا اس نے پورے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو گرا دیا اس نے پورے دین کو گرا دیا۔اس ستون پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔اس کے احکام، اس کی شریعت، اس کا قانون، اس کے اخلاق یہ سب کے سب نماز کے ستون پر قائم ہیں۔

نماز ہی مسلمان اور کافر، اور مسلمان اور منافق کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ یہ بات بھی حدیث میں کہی گئی ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان جو چیز فرق کرتی ہے وہ نماز ہے۔ جو لوگ کوئی اور کام نہ بھی کریں، لیکن کلمہ پڑھیں اور نماز قائم کریں تو وہ مسلمان امت کے اندر شمار ہوں گے۔ عہد نبوی ﷺ میں تو اس بات کا تصور بھی نہیں تھا کہ کوئی آدمی مسلمان ہو اور وہ نماز نہ پڑھے یا مسجد میں حاضر نہیں ہو۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص عشاء اور فجر کی نماز سے غیر حاضر ہوتا تھا تو ہم اس کے بارے میں بدگمان ہو جایا کرتے تھے کہ وہ مسلمان رہا یا نہیں رہا۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافق بھی نماز کے لیے مسجد آتے ہیں۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ، وہ تو ایسے آتے ہیں جیسے مارے باندھے آ رہے ہوں یا کوئی ان کو زبردستی لا رہا ہو۔ جو صحیح معنوں میں مسلمان ہوتا ہے وہ اپنی خوشی سے آتا ہے۔

دراصل نماز کی اہمیت اس لیے ہے کہ پوری شریعت، پورا دین، اور انسان کی پوری زندگی جو وہ اللہ کی اطاعت اور بندگی میں گزارنا چاہے، وہ اسی نماز کے اوپر قائم ہے۔ یہ نماز کے اوپر اس لیے قائم ہے کہ ہمارا اللہ کے ساتھ جو بندگی کا تعلق ہے، وہ دراصل یہ ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے، جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس کا دیا ہوا ہے، اس زمین پر جو ساری نعمتیں ہیں وہ اسی کی بخشی ہوئی ہیں۔ یہ آنکھ جس سے ہم دیکھتے ہیں، یہ کان جس سے ہم سنتے ہیں، یہ ہاتھ پاؤں جس سے ہم کام کرتے ہیں، اچھے کام بھی کرتے ہیں اور برے کام بھی کرتے ہیں، لاکھوں کروڑوں بھی کماتے ہیں اور بعض دفعہ محنت کا کچھ بھی پھل نہیں ملتا، یہ سب کی سب چیزیں اس کی عطا کی ہوئی ہیں۔ بندگی کے اصل معنی یہ ہیں کہ آدمی یہ سمجھے کہ وہ بالکل اللہ کا ہے اور ہر چیز میں اس کا محتاج ہے، پورے کا پورا وہ اسی کا ہے۔ اسے ہر چیز اسی سے مانگنی چاہیے۔ جو کچھ ملا ہے اسی سے ملا ہے۔ جب آدمی یہ سوچتا ہے کہ جو کچھ بھی مجھے ملا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ملا ہے تو پھر اس کے اندر شکر کا اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو ہستی اتنی رحم کرنے والی ہے، اتنی بخشنے والی ہے، جس نے جان بھی دی اور جسم بھی دیا، رشتے بھی دیے اور مال بھی دیا اور زمین سے غذا بھی اُگائی اور

آسمان سے پانی بھی برسایا، کھانا بھی کھلاتا ہے اور پانی بھی پلاتا ہے، اور جب بیمار ہوتا ہوں تو شفا بھی وہی دیتا ہے، تو پھر آدمی لازماً اس سے محبت کرے گا اور اس کا شکر ادا کرے گا۔ جب محبت اور شکر ادا کرے گا تو اس کا اظہار بھی کرے گا۔ اس کا یہ اظہار نماز ہے۔

نماز دراصل اللہ کے ساتھ محبت اور شکر کا اظہار ہے۔ آپ سورہ فاتحہ شروع کرتے ہیں تو الحمد سے شروع کرتے ہیں۔ یہ سورہ شکر کی سورہ ہے۔ ساری تعریف اور سارا شکر اللہ کے لیے ہے۔ اس کے بعد آپ نماز میں کبھی اس کی تسبیح کرتے ہیں، کبھی اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں، کبھی تعریف کرتے ہیں، کبھی اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، اپنے آپ کو محتاج بنا کر اس کے در پر لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ یہ دراصل شکر اور محبت ہی کا اظہار ہے اور یہی ایمان کی بنیاد ہے۔ شکر اور محبت کے اوپر ہی شریعت کی عمارت قائم ہو سکتی ہے۔

آج مسلمان شاید دین کے بارے میں وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ان کو جاننا چاہیے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ انھیں کیا کرنا چاہیے' کیا نہ کرنا چاہیے' لیکن جو کرنا چاہیے وہ نہیں کرتے اور جو نہیں کرنا چاہیے وہی کرتے ہیں' تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ علم کی کمی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کی بنیاد پر عمل کرنے کے لیے جس قوت اور طاقت کی ضرورت ہے، جو شکر اور محبت سے پیدا ہوتی ہے، اس کی کمی ہے۔ یہ قوت اس احساس سے پیدا ہوتی ہے کہ میری ہر چیز اللہ کی دی ہوئی ہے۔ وہ اگر چاہے تو آناً فاناً نگاہ کو چھین کر لے جائے اور کوئی آنکھ واپس لا کر نہیں دے سکتا، کانوں کو اگر سننے سے محروم کر دے تو کوئی کانوں کی سماعت واپس نہیں دے سکتا، ہاتھ پاؤں کو مفلوج کر دے تو کوئی ہاتھ پاؤں کو دوبارہ متحرک نہیں کر سکتا، سانس نکل جائے تو کوئی جسم میں روح کو واپس نہیں لا سکتا۔ میں تو اس طرح اس کا محتاج ہوں، اس طرح اس کے آگے ذلیل ہوں، اس طرح اس کے آگے پست ہوں، میرا کچھ اختیار نہ میرے اپنے اوپر ہے، نہ اپنے حالات کے اوپر ہے، اس کے آگے میں غلام بن کر، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہوں، ہر چیز اسی کی بخشی ہوئی ہے۔ یہ احساس جتنا مضبوط ہوگا' اس سے اتنی ہی زیادہ محبت پیدا ہوگی۔ اس کا احساس پیدا

ہوگا تو ایمان مضبوط ہوگا اور جتنا ایمان مضبوط ہوگا' اتنا ہمارے اندر وہ قوت اور طاقت آئے گی جس کے بل پر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کی اور اس کی شریعت کی تعمیل کر سکیں گے، اس کی اطاعت کر سکیں گے اور اس کی نافرمانی سے بچ سکیں گے۔

آپ غور کریں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے' یہ زندگی کے ہر کام کے اندر ہونا چاہیے۔ اگر ہم بندے ہیں تو ہمارے دل کو بھی اس کا بندہ ہونا چاہیے، ہماری سوچ اور دماغ کو بھی اس کا بندہ ہونا چاہیے، ہمارے ہاتھ اور پاؤں کو بھی اس کا بندہ ہونا چاہیے، ہماری جیب اور مال کو بھی اس کا بندہ ہونا چاہیے۔ ہمارے سارے رشتے اور تعلقات بھی اسی کی بندگی کے تحت ہونے چاہییں۔ نماز میں ہماری پوری شخصیت' پورا وجود اللہ تعالیٰ کی بندگی کے اندر مصروف ہوجاتا ہے۔ ذہن اور خیال کو بھی اللہ کی طرف ہونا چاہیے، اس لیے کہ نماز اللہ کی یاد کے لیے ہے۔ نماز میں جتنی اللہ کی یاد کم ہوگی، اتنی ہی نماز کی کیفیت اور اس کا اثر بھی کم ہوگا۔

کچھ شرائط ہیں جن کو پورا کرنے سے نماز اپنا اثر دکھاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ ذمّہ لیا ہے کہ جو ان پانچ نمازوں کو اس طرح ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ نماز کے اندر اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ذہن، دل اور دماغ سب اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر زبان جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ بھی اسی کی بندگی، شکر اور محبت کا برابر اظہار کرتی رہتی ہے، اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اور اس کی بڑائی بیان کرتی رہتی ہے۔ پھر ہمارے جسم کی ساری ادائیں بندگی اور غلامی کی ہوتی ہیں۔ ہم غلاموں کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ محسوس کرتے ہیں کہ بندگی کا حق ابھی ادا نہیں ہوا تو اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ پھر محسوس ہوتا ہے کہ اب بھی جو اس کی بندگی ہے' اس کے لحاظ سے ہماری پستی مکمل نہیں ہوئی، تو اپنے سر اور اپنی پیشانی کو اس کے آگے مٹی پر ٹیک دیتے ہیں۔ جسم کی یہ ساری ادائیں بندگی اور غلامی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ذکر صرف زبان کا ذکر نہیں ہے بلکہ دل کا بھی ذکر ہے۔ دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے اگرچہ ادھر ادھر بہک رہا ہو، اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ لیکن بہرحال نماز کے اندر اللہ کی یاد کا ہونا،

اس سے بات چیت کرنا اور یہ سمجھ کر کرنا کہ ہم کیا بات چیت کررہے ہیں، یہ نماز کی کیفیت اور اس کے اثر کے لیے، نماز کے اندر قوت اور طاقت پیدا کرنے کے لیے اور نماز سے وہ سب کچھ حاصل کرنے کے لیے جس کو بخشنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نماز کو ہمارے اوپر فرض کیا ہے، ضروری ہے۔

ہم زندگی کے اندر زبان سے بہت ساری باتیں بولتے رہتے ہیں۔ نماز میں زبان کا ہر لفظ اللہ کی بندگی کا اظہار کرتا ہے اور پورا جسم بھی اسی کے اندر مشغول ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر تو نماز کے اندر کوئی ایسا فعل نہیں جس سے آدمی اپنا مال بھی اللہ کے لیے قربان کررہا ہو لیکن وہ وقت لگاتا ہے۔ اسی وقت کو اگر وہ چاہے تو مال کمانے میں بھی لگا سکتا ہے، تو گویا وہ دنیا کو چھوڑ کر، مال کمانے میں جو وقت لگ سکتا تھا' اس وقت کو اللہ کی بندگی میں لگا دیتا ہے۔ ایک طرح سے یہ مال کی قربانی بھی ہے، اگرچہ مال کی قربانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے شریعت کا دوسرا حکم نازل فرمایا ہے اور وہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔

نماز اللہ کی یاد کو زندگی میں جاری وساری کرتی ہے۔ اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے آدمی غفلت سے دور رہتا ہے، چوکنّا اور ہوشیار رہتا ہے، کہیں غلطی کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے۔ اس کے دل کے اندر اللہ کی یاد سے ہی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ حدیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ ''جو آدمی اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال مردہ اور زندہ کی ہے''۔ آدمی زندہ یا مردہ زندگی میں نہیں ہوتا۔ یا تو زندہ ہوتا ہے یا پھر مردہ ہوتا ہے۔ لیکن انسان کا وجود، اس کا دل، اس کی شخصیت، اس کی زندگی اور موت اللہ کی یاد سے وابستہ ہے۔ فرمایا: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ [الحشر : ۱۹:۵۹]، ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو خدا کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنا آپ بھلا دیا۔ جو آدمی اپنے سے غافل ہو گیا، اپنے کو بھول گیا' مر گیا۔ یہی بات اس حدیث میں کہی گئی ہے کہ دل کی، ایمان کی، شخصیت کی اور وجود کی، سب کی زندگی اللہ کی یاد سے وابستہ ہے۔ اللہ کی یاد نہ ہو تو آدمی چلے گا، پھرے گا، سانس لے گا، کاروبار کرے گا، دنیا کے اندر سارے کام کرے گا لیکن وہ دراصل ایک مردہ آدمی ہے۔ اگر اللہ کی یاد دل میں ہو، اور آدمی کچھ بھی نہ کر سکے، آدمی پلنگ کے

اوپر پڑا ہوا ہو، ہاتھ پاؤں نہ ہلا سکتا ہو لیکن وہ زندہ آدمی ہے، اس لیے کہ اس کے دل میں اللہ کی یاد ہے۔ اللہ کی یاد سے ہی دل کی زندگی ہے اور نماز کا تو مقصد ہی یہی ہے کہ اللہ کی یاد دل کے اندر رائج ہو۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ [طٰہٰ ۲۰:۱۴]، میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ میری یاد تمھاری زندگی کے اندر قائم ہو۔ فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط [العنکبوت ۲۹:۴۵] ''یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے''۔

یہ اتنا بڑا کام ہے جو نماز کرتی ہے۔ اس لیے کرتی ہے کہ سب سے بڑی چیز اللہ کی یاد ہے۔ جب نماز کے ذریعے پانچ وقت اللہ کی یاد تازہ ہوگی تو آدمی لوٹ کر آئے گا۔ اللہ کے دربار میں کھڑا ہوگا تو اللہ کی یاد زندگی میں جاری وساری ہوگی۔ نماز اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے۔ اس سے وہ زندگی بنتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

اس حدیث کے اندر صرف یہی بات نہیں کہی گئی کہ جس نے بھی نماز پڑھ لی اور جیسی بھی پڑھ لی' اس کے لیے اللہ نے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ اس کو لازماً بخش دے گا، بلکہ یہ بتایا ہے کہ کس قسم کی نماز کے لیے اس نے یہ ذمہ لیا ہے اور اپنے بندوں سے یہ عہد باندھا اور وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو لازماً بخش دے گا۔ ایسی نماز کے لیے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اَحْسَنَ وُضُوْئَھُنَّ، جس نے ان کے لیے وضو کیا تو اچھی طرح خوب صورتی کے ساتھ کیا۔ وَصَلَّاھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ، اور ان کو اپنے وقت پر پڑھا۔ وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ، اور ان کا رکوع اور ان کا خشوع سب کو پورا کیا۔ اس لحاظ سے نماز کے اتمام کے معنی ہوتے ہیں پورا کرنا، بہتر سے بہتر کرنا، کمال تک پہنچانا۔ لہٰذا جس نے اچھی طرح وضو کیا، اپنے وقت پر نماز کو پڑھا، اچھی طرح رکوع اور سجدہ کیا اور خشوع کے لحاظ سے جو ان کے حقوق تھے ان کو پورا ادا کیا، ان کو کمال تک پہنچایا، اس نے اتمام نماز کیا۔

اللہ کے دربار میں حاضری کے لیے سب سے پہلی چیز پاکیزگی اور طہارت ہے۔ نماز کے لیے پہلی شرط وضو ہے۔ وضو کے اندر دو باتیں ہیں۔ ایک تو وضو میں آدمی اپنے جسم کو پاک اور

صاف کرتا ہے۔ وضو کے ارکان ہیں، فرائض بھی ہیں، سنتیں بھی ہیں اور مستحبات بھی ہیں۔ جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ممکن ہوسکتا ہے ان کو ادا کر کے ہم وضو کرتے ہیں۔ وضو کرتے ہوئے ان فرائض اور سنتوں کو ادا کرنے سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ میں اللہ جل شانہٗ کے دربار میں جارہا ہوں اور اس دربار میں جانے کے لیے کس کیفیت میں ہونا چاہیے۔ میرے جسم کو بھی پاک اور صاف ہونا چاہیے۔ کپڑے بھی پاک اور صاف ہونے چاہییں۔ جسم کے اوپر کوئی غلاظت اور گندگی نہیں ہونی چاہیے۔ ہاتھ پاؤں، چہرہ سب کو دھو کر ہی میں اللہ کے حضور میں جاسکتا ہوں۔ ایک طرف تو اعضا کی پاکیزگی ہے، اس کے لیے اہتمام ضروری ہے۔ یہاں تک اہتمام ہے کہ کوئی جگہ خشک نہیں رہنی چاہیے۔ وضو کے حسن کا ایک پہلو یہ ہے کہ ظاہری طور پر اس کے جو بھی آداب ہیں' ان کو ملحوظ رکھ کر وضو کو پورا پورا کیا جائے۔ یہ اس بات کا ذریعہ اور کنجی ہے کہ آدمی کا دل جاگ اُٹھے۔ اگر لاپروائی سے وضو کیا جائے تو ظاہر ہے کہ نماز کے لیے وضو کی شرط تو پوری ہو جائے گی لیکن وضو کا وہ فائدہ نماز کے لیے حاصل نہیں ہوگا جو حاصل ہونا چاہیے۔

آدمی کو اس احساس کے ساتھ وضو کرنا چاہیے کہ مجھے اللہ کے دربار میں جانے کے لیے پاک اور صاف ہونا چاہیے۔ آدمی کو اگر کسی بڑے افسر کے سامنے، کسی بادشاہ یا صدر کے سامنے حاضر ہونا ہو تو وہ گھنٹوں پہلے نہاتا دھوتا ہے، لباس ٹھیک کرتا ہے، ٹائی پہنتا ہے، آئینے کے سامنے جا کر نوک پلک درست کرتا ہے کہ ٹائی ٹھیک ہے یا نہیں، کپڑوں پر کہیں کوئی شکن تو نہیں ہے، اگر کہیں ایک بھی سلوٹ ہے تو اس پر دوبارہ استری ہونا چاہیے، کپڑے بالکل صحیح ہوں، پتلون کی کریز کہیں سے خراب نہ ہو، یہ سارا اہتمام کر کے وہ اپنے افسر کے، بادشاہ کے یا صدر کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ یہ اس کی نفسیاتی اندرونی کیفیت ہوتی ہے جو اس کو مجبور کرتی ہے کہ میں جہاں جارہا ہوں' اس کے لحاظ سے میرا ظاہر بھی ٹھیک ہونا چاہیے۔ وضو بھی اسی طرح اس دربار میں حاضری کے لیے تیاری ہے جو اللہ تعالیٰ کا دربار ہے۔

وضو کے صرف چند ظاہری آداب پورے کر لیے جائیں تو مکمل فائدہ نہیں ہوگا۔ وضو کے

لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے نام سے شروع کریں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بعض فقہا کے نزدیک تو جو وضو اللہ کے نام سے شروع نہ ہو وہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ لیکن سب فقہا نے اتنی سختی نہیں برتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ وضو کے بعد اللہ سے یہ دُعا کی جائے کہ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، اے اللہ تو مجھے ان میں سے کر دے جو توبہ کرتے ہیں، اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ تطھر کے معنی ہیں بڑے اہتمام سے اپنے آپ کو پاک کرنا۔ وضو کرنے کے بعد اس دعا کے معنی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو گناہوں سے بھی پاک کریں۔

ایک طرف جہاں یہ لازمی اور ضروری ہے کہ وضو ظاہری آداب و شرائط کی پابندی کے ساتھ ہو، خوب صورت ہو اور مکمل ہو، وہاں گناہوں کا احساس اور ان سے استغفار اور توبہ بھی ضروری ہے۔ صرف یہ دُعا کافی نہیں ہے کہ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ بلکہ توبہ کرنا ضروری ہے۔ یہ دعا بھی کافی نہیں ہے کہ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ بلکہ اپنے اندر جو گندگیاں ہیں، ان سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ جو آدمی اس طرح وضو کرتا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کہیں مختصر الفاظ میں اور کہیں تفصیلی الفاظ میں بشارت دی ہے کہ وضو کے ساتھ ساتھ اس کے گناہ دھلتے جاتے ہیں۔ وہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ کے گناہ دھل جاتے ہیں، پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ بخاری اور مسلم کی ایک مختصر روایت میں یہ ہے کہ یہاں تک کہ ناخن کے نیچے جو گناہ ہوتے ہیں، وہ بھی پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ لیکن وضو کے لیے خشوع کی شرط لازمی ہے۔ اگر اس طرح کا وضو ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا احساس ہو، اس کی فکر ہو، اس کا خوف ہو، اس کی طلب ہو، اس کے لیے تیاری ہو، اس کے لیے پاکیزگی کی فکر ہو، پھر جسم کے ہاتھ پاؤں اور چہرے ہی کی پاکیزگی کافی نہیں بلکہ دل کی پاکیزگی بھی ہو، تو یہ وضو ایسا وضو ہوگا جس سے ہم اللہ کے دربار میں حاضری کے لیے واقعی تیار ہوں گے اور نماز کے اندر وہ خشوع پیدا ہوگا جس کا ذکر نبی کریم ﷺ

نے اسی حدیث میں آگے بیان فرمایا ہے۔

دوسری بات آپ ﷺ نے فرمائی: وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ ،اس نے ان نمازوں کو ان کے وقت کے اوپر ادا کیا۔قرآن نے خوداس کی تاکید فرمائی ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا [النساء ۴:۱۰۳] ''بے شک نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہلِ ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔'' پانچوں نمازوں کے اوقات مقرر ہیں۔ ان نمازوں کے اوقات کے دو سرے ہیں جن کی نبی ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک دن تشریف لائے اور صبح کے ایک سرے پر فجر' پھر ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کے اول وقت پر نماز پڑھائی اور دوسرے دن تشریف لاکر آخر وقت پر نماز پڑھائی اور فرمایا کہ ان دونوں اوقات کے درمیان نماز کا اصل وقت ہے۔اس بارے میں بہت ساری احادیث اور روایات ہیں جس سے فقہا نے نتائج نکالے ہیں۔کسی نے کہا ہے کہ نماز کا یہ وقت بہتر ہے اور کسی نے کہا ہے کہ یہ وقت بہتر ہے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو آدمی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہو اس کی نماز تو وقت پر ہی ہوگی۔ جماعت نماز کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔وقت کی پابندی کا ایک بڑا اہم پہلو یہ ہے کہ حدیث میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ آدمی کو ہر وقت یہ دیکھتے رہنا چاہیے کہ وہ کل کے لیے کیا کر رہا ہے؟ موت کے بعد کے لیے کیا عمل کر رہا ہے؟ قرآن نے بھی اس کی تاکید کی ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج [الحشر ۵۹:۱۸] ہر نفس کو چاہیے کہ وہ برابر نگرانی کرے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے؟

ہمارے پاس سب سے قیمتی چیز وقت ہے۔ انھی اوقات، لمحات، گھنٹوں اور منٹوں سے ہم آخرت کی ابدی نعمتیں کما سکتے ہیں۔ان ساعتوں کو ہم ضائع کر دیں تو ہم وہاں کی ابدی تکلیف اور عذاب کے اندر گرفتار ہو سکتے ہیں۔ پابندی کے ساتھ پانچ وقت کی نماز ادا کرنے سے دل کی یہ کیفیت جاگ اٹھتی ہے کہ یہ سارا کا سارا وقت اللہ تعالیٰ کا ہے۔کسی وقت بھی موت آجائے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جب بھی بلایا جاتا ہے تو دن میں پانچ مرتبہ میں اس کے دربار میں

جا کر حاضر ہو جاتا ہوں۔

نماز کے لیے پابندی وقت کے بہت سارے دنیوی فوائد گنوائے جا سکتے ہیں۔ زندگی منضبط ہو جاتی ہے۔ ہر کام کو وقت پر کرنے سے پوری معاشرت، معیشت، سیاست غرض ہر چیز سدھر سکتی ہے۔لیکن اس وقت یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔وہ تو ہم سب جانتے ہی ہیں کہ یہ دنیوی فوائد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اس سے آپ کا وہ دل جاگ اُٹھتا ہے جس کی اصلاح پر ساری زندگی کی اصلاح کا مدار ہے۔اس دل میں اگر وقت کی قدر و قیمت کا احساس پیدا ہو جائے، اللہ کی بندگی بروقت کرنے کا احساس جاگ اُٹھے، اور ہر کام کو اس وقت پر کرنے کا معمول بن جائے جو وقت اللہ تعالیٰ نے اس کام کو کرنے کے لیے مقرر کیا ہے تو اور کیا چاہیے۔زکوٰۃ، حج، روزہ سارے ہی کام وقت کے ساتھ پابند ہیں۔

وقت گزار کر لاپروائی سے نماز پڑھنا منافق کی نشانی ہے۔حدیث میں صرف عصر کی نماز کا ذکر ہے کہ منافق کی نماز یہ ہوتی ہے کہ جب وقت گزر جاتا ہے، سورج پیلا پڑ جاتا ہے، ڈوبنے کے قریب ہو جاتا ہے تو وہ مسجد میں آتا ہے اور کھڑا ہوتا ہے اور مرغوں کی طرح دو چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔اٹھا، بیٹھا، کھڑا ہوا، بیٹھ گیا اور نماز پڑھ کے چلا گیا۔ یہ منافق کی نماز ہے، مومن کی نماز ایسی نہیں ہو سکتی۔ مومن تو وقت سے پہلے ہوشیار ہو گا کہ اللہ کے دربار میں جانا ہے۔اس کے لیے اپنے آپ کو پاک کرے گا، اپنے چہرے کو ہاتھ پاؤں کو دھوئے گا۔ اس کے بعد ٹھیک وقت پر جا کر وہ اپنے آقا کے دربار میں حاضر ہو گا۔ وقت کی پابندی کوئی مشینی عمل نہیں ہے کہ آدمی نے گھڑی دیکھی اور کھڑا ہو گیا بلکہ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا احساس ہو۔جس وقت اس نے بلایا ہے اسی وقت جانا ہے، اس کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور اس کے آگے اپنی جو بات کرنی ہے وہ اسی وقت کرنی ہے۔

تیسری شرط آپ ﷺ نے یہ بیان فرمائی: وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ جس نے ان نمازوں کو رکوع اور خشوع کے لحاظ سے پورا کرنے کی کوشش کی۔ہم لوگ نماز میں رکوع اور

سجدہ کرتے ہیں۔ اپنی پیٹھ جھکاتے ہیں، رکوع ہو جاتا ہے۔ پیشانی اللہ کے سامنے ٹیکتے ہیں، سجدہ ہو جاتا ہے۔ ان حرکات کو بھی پورے اطمینان کے ساتھ مکمل کرنا اس حدیث کا تقاضا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی بہت زیادہ تعلیم دی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے اتنی سختی بھی اختیار فرمائی کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ ہم لوگوں میں سے بھی بہت سے لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں۔ جلدی سے کھڑے ہوئے، اور جلدی سے جھک گئے۔ پورے جھکنے بھی نہ پائے تھے کہ کھڑے ہو گئے، اور کھڑے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ سجدے میں سر رکھ دیا، اور سر بھی نہ رکھنے پائے تھے کہ اُٹھ کر بیٹھے، اور پورے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے بلکہ ایڑی کے بل بیٹھے ہی تھے کہ جلدی سے پھر دوبارہ جھک گئے۔ اس شخص نے بھی اسی طرح نماز پڑھی ہو گی۔ وہ آیا اور اس نے آ کر حضور ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے کہا: وعلیکم السلام، تمھاری نماز نہیں ہوئی، دوبارہ جا کر نماز پڑھو۔ وہ واپس گیا۔ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور پھر اسی طرح پڑھی۔ پھر وہ آیا، پھر اس نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا لَمْ تُصَلِّ ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔ واپس جاؤ اور پھر دوبارہ نماز پڑھو۔ پھر اس نے تیسری دفعہ جا کر نماز پڑھی اور پھر اسی طرح نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد پھر اس نے سلام کیا اور پھر آپ ﷺ نے کہا لَمْ تُصَلِّ تو نے نماز نہیں پڑھی۔

اس نے کہا: حضور ﷺ، مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنی نہیں آتی' آپ ﷺ مجھے تعلیم دیجیے کہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ آپ ﷺ نے یہ عمل تین دفعہ اس لیے کیا کہ یہ آپ ﷺ کی تعلیم کا طریقہ تھا۔ آپ ﷺ پہلی دفعہ بھی اس کو بتا سکتے تھے کہ تمھاری نماز میں یہ اور یہ خامی ہے۔ لیکن تین دفعہ نماز پڑھوا کر ایک تو آپ ﷺ نے بات قبول کرنے کے لیے اس کے دل کو تیار کر دیا اور دوسرے اس کی اہمیت اس کے دل میں بٹھا دی۔ اتنی بڑی اہمیت ہے کہ تین دفعہ آپ ﷺ نے اسے واپس بھیجا کہ نماز دوبارہ پڑھ کر آؤ۔ حضور ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ﷺ بات بھی تین دفعہ دہراتے تھے۔ ایک ہی بات کو تین تین دفعہ دہراتے تا کہ لوگ

اچھی طرح سن لیں، سمجھ لیں اور اپنے دل و دماغ کے اندر بٹھا لیں۔ پھر آپ ﷺ نے کہا کہ کھڑے ہو تو اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو، رکوع کرو تو اپنی پیٹھ کو سیدھا کر لو اور رکوع اطمینان کے ساتھ کرو۔ پھر جب کھڑے ہو تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ، سجدہ کرو تو پوری پیشانی ٹیک دو، ہاتھ نیچے زمین پر رکھ دو۔ بیٹھو تو پیٹھ سیدھی ہونی چاہیے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھو۔ پھر اسی طرح سجدہ کرو۔ تو یہ نماز مکمل نماز ہے۔

جو آدمی نماز میں رکوع اور سجدے کے اندر اس طریقے سے ڈنڈی مارتا ہے کہ سجدہ آدھا کیا، رکوع آدھا کیا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ نماز کا چور ہے۔ فرمایا کہ بدترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ نماز کا چور کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے۔ ایک تو اس کا یہ پہلو ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے اس وعدے کا امیدوار اور مستحق بننا چاہیے اور اس کو اپنی نماز کو اس طرح بلا ٹالنے کے انداز میں نہیں پڑھنا چاہیے۔

اس کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو آدمی اس طرح رکوع اور سجدہ کر رہا ہے' وہ اس بات سے غافل ہے کہ وہ کس کے سامنے کھڑا ہے اور کس سے بات چیت کر رہا ہے۔ جو آدمی اس سے غافل ہے کہ وہ کس کے سامنے کھڑا ہے، کس سے بات چیت کر رہا ہے، اس کو اس نماز سے سوائے اس کے کہ فرض ادا ہو جائے کیا حاصل ہوگا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ کے دربار میں' آقا کے دربار میں حاضری ہے۔ جس کا سب کچھ دیا ہوا ہے، سارا اختیار اس کا ہے، میں پوری طرح اس کا محتاج ہوں' آدمی اس ہستی کے سامنے آئے اور اتنی لاپروائی سے آئے کہ بیٹھنے بھی نہیں پائے کہ اٹھ کر چلا جائے۔ کسی آدمی سے آپ کی کوئی دنیا کی غرض وابستہ ہو اور آپ اس کے دفتر میں جا کر بیٹھیں تو جب تک آپ کا کام نہ ہو جائے آپ کرسی پر چپک جائیں گے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ہم سب پیچھے دوڑتے ہیں، ایم این اے کو پکڑتے ہیں، ایم پی اے کو پکڑتے ہیں، دفتر جاتے ہیں، گھنٹوں باہر بیٹھے رہتے ہیں، اندر جا کر بیٹھتے ہیں،

اُٹھنے کو دل نہیں چاہتا کہ جب تک کہ یہ افسر بات کرتا رہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم بیٹھے رہیں اور بات کرتے رہیں۔ جو آدمی اس طرح آتا ہے کہ آدھا جھکا، آدھا بیٹھا، کھڑا ہوا اور چلا گیا' اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو کوئی پروانہیں ہے، اس کو کوئی اندازہ نہیں ہے، کوئی احساس نہیں ہے کہ وہ کس کے پاس آیا ہے؟ کس کے دربار میں ہے؟ کہاں کھڑا ہوا ہے؟

رکوع اور سجدے کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ جس طرح جسم جھکتا ہے، اسی طرح دل بھی جھکتا ہے۔ جس طرح جسم سجدہ کرتا ہے، اسی طرح دل بھی سجدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رکوع اور سجدے کا لفظ دونوں معنی کے اندر استعمال کیا ہے۔ جو سجدہ اور رکوع آدمی نماز میں کرتا ہے' اس کے لیے بھی اور جو دل کا رکوع اور سجدہ ہوتا ہے' اس کے لیے بھی فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال دیتے ہیں فَقُلُوْبِهِمْ رَاكِعُوْنَ ان کے دل رکوع کرتے ہیں۔ سجدے کے بارے میں فرمایا کہ سورج اور چاند اور ستارے سب سجدہ کرتے ہیں۔ یہ وہ سجدہ تو نہیں کرتے جو ہم پیشانی ٹیک کر کرتے ہیں لیکن سب اللہ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔

تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ وَاتَمَّ خُشُوْعَهُنَّ اپنے خشوع کو مکمل کر لیا۔ خشوع کے معنی پستی کے ہیں۔ آواز پست ہو جائے، نیچی ہو جائے، نگاہ جھک جائے، سر جھک جائے، یہ خشوع ہے۔ نماز کی اصل روح یہی ہے کہ آدمی پوری طرح پست ہو جائے، اللہ کا فقیر اور محتاج بن جائے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ[المومنون ۲:۲۳]، وہ مومن فلاح پائیں گے جو اپنی نماز کے اندر خشوع کرتے ہیں۔ نماز لوگوں کے لیے بڑی بھاری اور گراں ہے سوائے ان کے جن کے اندر خشوع کی صفت ہو۔ یہ خشوع کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ میں آپ کے سامنے تین چیزیں ایسی رکھ رہا ہوں جن پر اگر آپ عمل کرنے کی کوشش کریں تو اس سے نماز بھی بہتر ہو گی اور خشوع بھی اس کے اندر پیدا ہو گا۔ تین چار منٹ وقت تو زیادہ ضرور لگے گا لیکن یہ باتیں بڑی اہم ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں، آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ اس کے معنی

کیا ہیں؟ یہ بہت سارے جملے نہیں ہیں۔ اللّٰہ اکبر، اللہ بڑا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم، میرا رب بڑا عظیم ہے، اس طرح سے آپ کو معنی یاد ہونے چاہییں ۔ یہ ضروری ہے کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ اپنے اللہ سے کیا بات کر رہا ہے۔ جب شراب پوری طرح منع نہیں ہوئی تھی، قرآن مجید نے یہ کہا کہ جب تم نشے کے عالم میں ہو تو نماز مت پڑھو" تاکہ تم جانو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کو خبر بھی نہ ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ ہم میں سے اکثر لوگ تو اب ایسے نماز پڑھتے ہیں کہ انھیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ ہم اللہ سے کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ شاید نشے کے عالم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا نماز کا مفہوم تو آپ کو معلوم ہونا ہی چاہیے لیکن جب نماز میں آپ کی توجہ بھکنے لگے تو آپ ایسا کریں کہ زبان سے تو آپ عربی کے الفاظ کہیں اور دل میں آپ اردو کے الفاظ یا جس زبان کے الفاظ میں بھی آپ نے یاد کیا ہو دہرائیں۔ جس کو کہتے ہیں دل میں پڑھنا، یعنی آپ اپنی زبان سے عربی میں ہی کہیں لیکن دل میں مفہوم کو دہرائیں۔ اس طریقے سے آپ کی توجہ ان الفاظ کے اوپر مرکوز رہے گی۔

نماز اتنی قیمتی چیز ہے کہ شیطان سب سے پہلے اسی پر حملہ کرتا ہے۔ آپ نے نیت باندھی نہیں کہ دنیا کے سارے خیالات آپ کے ذہن میں آنے لگتے ہیں اور توجہ ہر طرف جاتی ہے۔ شیطان وسوسوں کے ساتھ سب سے بڑھ کر نماز پر حملہ آور ہوتا ہے کہ آدمی نماز سے فائدہ نہ اُٹھالے۔ وسوسے کے علاج کے سلسلے میں یہ سمجھ لیں کہ جتنا اس کو نکالنے کی کوشش کریں گے اتنا ہی وہ مضبوط ہوتا جائے گا۔ وسوسے کی غذا توجہ ہے۔ جتنا آپ توجہ دیں گے، ارے میرا ذہن تو بھک رہا ہے، گھر یاد آ رہا ہے، مجھے یہ چیز یاد آ رہی ہے، وہ آپ کو اور یاد آئے گی۔ لیکن آپ کسی دوسری چیز کو یاد کرنا شروع کر دیں گے تو خود بخود آپ کی توجہ اس سے ہٹ جائے گی اور اس چیز پر آجائے گی۔ دل کے اندر الفاظ کے معنی دہرالیں، تو یہ ایک طریقہ ہے جس سے آپ نماز کو بہتر بنا سکتے ہیں اور اس میں خشوع پیدا کر سکتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سمجھیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں۔ حدیث میں

بار بار کہا گیا ہے کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ مناجات کہتے ہیں کسی کے بہت قریب ہونا۔ اردو میں اسے کہتے ہیں کانا پھوسی کرنا یعنی جس طرح آدمی بالکل قریب ہوکر کان میں بات کرتا ہے۔ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے۔ اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ اس کا چہرہ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

فرمایا: نماز میں تھوکو مت۔ اس لیے کہ تم اللہ کے سامنے کھڑے ہو، تمھارے سامنے وہ موجود ہے۔ تو یہ احساس رہنا چاہیے کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ يُنَاجِىْ رَبَّهٗ آدمی سوچے کہ میں اللہ سے کیسے بات کروں۔ میرا دل کہاں ہے، میرا دماغ کہاں ہے، میری توجہ کہاں ہے اور میں اللہ سے بات کر رہا ہوں، کیسی بات کر رہا ہوں۔ یہ بھی خیال کریں کہ جو آپ حرکت کر رہے ہیں' اس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ نے کہا ہے کہ قُوْمُوْا، کھڑے ہوجاؤ، میں نے ہاتھ باندھ لیے۔ اس نے کہا ہے وَارْكَعُوْا، میں نے رکوع کرلیا ہے۔ اس نے کہا ہے وَالسجدُوْا، میں نے سجدہ کرلیا ہے۔ اس نے کہا ہے قرآن پڑھو' میں نے قرآن پڑھا۔ گویا اگر آپ یہ سمجھیں کہ اللہ آپ کے سامنے ہے، وہ آپ کو حکم دیتا جا رہا ہے اور آپ وہ کام کرتے جا رہے ہیں تو یہ ایسا طریقہ ہے جس سے آپ کی بات چیت اللہ کے ساتھ پوری نماز میں رہے گی۔

سورۃ الفاتحہ بھی بندے اور رب کے درمیان تقسیم ہے۔ آپ ایک آیت پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے، دوسری آیت پڑھتے ہیں تو اس کا جواب دیتا ہے۔ یہ مکالمہ برابر جاری رہتا ہے۔ آپ کی توجّہ ہٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی توجہ بھی آپ کی طرف سے ہٹ جاتی ہے۔ یہ دوسری چیز ہے۔ ایک تو نماز کے معنی یاد ہوں۔ کچھ بھی آپ نہ کرسکیں، اللہ کی یاد نہ آئے، دل متوجہ نہ ہو تو کم سے کم دل کے اندر نماز کے معنی دہراتے جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم سمجھیں کہ اللہ کے سامنے اس کے حکم کی تعمیل میں کھڑے ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ۔ اس نے کہا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی میں نے کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ اس نے کہا: فَكَبِّرْ، میں نے کہا: اللہ اکبر۔ تو جو اس نے کہا میں اس کی تعمیل کرتا چلا گیا۔ تو اس طرح آپ

کے اعضا کا، زبان کا، اللہ کے ساتھ تعلق قائم ہوتا ہے۔

تیسری بات بھی ایک حدیث میں کہی گئی ہے۔ ایک آدمی نے آ کر نبی ﷺ سے پوچھا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے بڑی مختصر نصیحت کی۔ آپ ﷺ نے تین باتیں فرمائیں۔ اس میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب تم نماز پڑھو تو ایسی نماز پڑھو گویا تم دُنیا سے رخصت ہو رہے ہو یا دُنیا کو تم نے رخصت کر دیا۔ کوئی نماز تو آپ کی آخری نماز ہو گی۔ یہ آپ جمعہ کی نماز پڑھ رہے ہیں، کس کو معلوم ہے کہ اس کے بعد آپ کو عصر پڑھنی نصیب ہو گی یا نہیں۔ موت تو کبھی ضرور آنی ہے اور کسی نہ کسی نماز کے بعد آنی ہے۔ یہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ کس نماز کے بعد آنی ہے۔ تو آپ نماز میں اگر یہ سوچیں کہ یہ میری آخری نماز ہے' اس کے بعد نماز پڑھنا نہ ملے گا۔ یہ آخری اللہ کے دربار میں حاضری ہے، جتنا چاہوں رو دھو لوں، جتنا چاہوں مانگ لوں۔ جتنا چاہوں بندگی کا اقرار کر لوں، یہ آخری موقع ہے، تو یہ بات بھی آپ کی نماز میں خشوع پیدا کرے گی۔

یہ تین باتیں ہیں اور ان میں سے ہر بات پہلی سے زیادہ مشکل ہے۔ سب سے آسان تو یہ ہے کہ آپ ترجمہ یاد کر لیں اور دل میں دہراتے جائیں۔ دوسری یہ کہ خیال رکھیں کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں' اس سے بات چیت ہو رہی ہے' اس کے حکم کی تعمیل میں ہر کام ہو رہا ہے۔ اور تیسری یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ شاید یہ میرے آخری لمحات ہوں اور اس کے بعد کوئی دوسری نماز مجھے پڑھنا نصیب نہ ہو۔ میں اس کو اس طرح پڑھوں کہ گویا دُنیا کو میں نے رخصت کر دیا ہے۔ بال بچے، مال و دولت، اسباب کاروبار، نوکری ان سب سے اب میں چھوٹ چکا ہوں۔ اس کے بعد اب اللہ کی طرف جانا ہے۔

نماز اللہ سے ملاقات ہے۔ اللہ کے دربار میں حاضری ہے۔ موت کے بعد جو بڑی حاضری ہونے والی ہے' اس سے پہلے یہ حاضری ہے۔ پانچ وقت اللہ نے اپنے دربار میں بلایا ہے۔ اس کا موقع دیا ہے۔ نہ پہلے وقت لینے کی ضرورت ہے، نہ ٹیلی فون کی ضرورت ہے،

نہ سفارشوں کی ضرورت ہے۔ وہ رب العالمین ہے، ربّ کائنات ہے۔ جب چاہے آپ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں، وہ آپ کے استقبال کے لیے موجود ہے، آپ سے بات چیت کرنے کو تیار ہے۔ جو بات کہیں، وہ سنے گا۔ اس کا جواب دے گا۔ جو مانگیں وہ آپ کو دینے کو تیار ہے۔ یہ ساری نعمتیں دن میں پانچ وقت ہوتی ہیں۔ ان کو ہم اس لیے ضائع کرتے ہیں کہ ہم نے نماز کو ایک عادت اور رسم بنا لیا ہے۔ رسم کے طور پر پڑھ لیتے ہیں اور وہ فائدہ اس سے نہیں اُٹھاتے جو اٹھا سکتے ہیں۔

آپ کوشش کریں، نیت کریں کہ اپنی نمازوں کو بہتر بنائیں گے، ان کے اندر خشوع پیدا کریں گے، رکوع وسجدہ مکمل کریں گے، وضو کے اندر پاکیزگی کی فکر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ [آمین]

❖❖❖

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے، اس کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو محمد رضی اللہ عنہ نے کہا:

وتر واجب ہے [ابو محمد صحابی ہیں، نام ان کا مسعود بن زید ہے یا مسعود بن اوس یا قیس بن عبایہ] یہ بات عبادہ بن صامت کو پہنچی۔ اُنھوں نے کہا: غلط کہا ابو محمد رضی اللہ عنہ نے۔

گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

پانچ نمازیں ہیں جن کو فرض کیا اللہ عزوجل نے۔ جو شخص اچھی طرح ان کے واسطے وضو کرے گا، اور وقت پر ہر ایک کو ادا کرے گا اور رکوع پورا کرے گا اور خشوع سے پڑھے گا [یعنی دل لگا کر] تو اللہ جل جلالہ پر اس کا وعدہ ہوگا مغفرت کا۔ اور جو ایسا نہ کرے گا اس کا وعدہ اللہ پر نہیں ہے۔ چاہے اس کو بخشے چاہے عذاب کرے۔

[رواہ ابوداؤد]

❖❖❖

دعوت وتربیت اور تزکیے کے لیے منشورات کے سیٹ آپ کے ہتھیار

پیغامِ قرآن سیریز

خرم مراد کے ۱۴ درس قرآن

قرآن کے پیغام کو سمجھنے کے لیے

تربیت کی پہلی منزل' عہد وفا و وفائے عہد' قرآن کا پیغام' دعوت کے نشانِ راہ' شبِ قدر کی عظمت' دورِ فتن میں راہِ عمل' عرش کا خزانہ' پاسِ عہد' حُبِ دُنیا اور آخرت' راہِ دعوت کے مراحل' اُمت کا تربیتی نظام' اپنے عہد کو وفا کرو' تزکیہ نفس کس طرح'

قیمت :۱۵۵ روپے

جنّت کا سفر

خرم مراد کے ۲۱ درس حدیث

سیرت طیبہ سے رہنمائی کے لیے

شرک سے پاک اللہ کی بندگی' نماز کیسے بہتر بنائیں' دل کی زندگی' غلطیوں کو معاف کرنا' توبہ کا دروازہ کھلا ہے' حب دُنیا' اللہ کی قدرت وعظمت' حسد اور بغض' رزق حلال' قرآن کے عجائب' نیت اور عمل' شکر اور صبر' نیکی اور بدی' دُنیا کی زندگی کی حقیقت' امانت داری' وعدے کی پابندی' حقیقت زُھد' کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا' حج اور قربانی' دین آسان ہے' عدل وانصاف کا قیام'

قیمت :۱۷۷ روپے

احیائے اسلام سیٹ

مولانا مودودی کے ۱۲ کتابچے

اسلام کے پیغام کو سمجھنے کے لیے

کلمہ طیبہ کا پیغام' درود اُن ﷺ پر' سلام اُن ﷺ پر' اسلام کیا ہے!' اسلام دور جدید کا مذہب' حکومت: بُرائی یا بھلائی کا سرچشمہ' سوچنے کی بات' طاقت کا سرچشمہ' دین اور خواتین' راہِ خدا میں جہاد' ہم جس طرف بُلاتے ہیں' دعوت دین کی ذمہ داری' کرنے کا کام'

قیمت : ۱۲۰ روپے

دعوت سیٹ

سید مودودی' میاں طفیل' خرم مراد' یوسف القرضاوی اور دیگر مصنفین کے ۱۰ کتابچے

اسلام کے پیغام کو پہنچانے کے لیے

عبادات بے اثر کیوں؟' ایک کتاب انقلاب' اللہ کے رسول محمد ﷺ' قدم بڑھایئے تبدیلی لایئے' معاشی پریشانیوں کا حل اسلام' مسلمانو! مسلمان ہوجاؤ' تحریک اسلامی کا کارکن' کارکنوں کے نام' اسلام غالب آئے گا' تہذیب اسلامی کا احیا'

قیمت : ۱۲۰ روپے

منشورات

منصورہ' ملتان روڈ' لاہور- 54790

manshurat@hotmail.com